© rasailojaraid.com

صرف انچاس (۴۹) سورتوں کی تفسیر ہے اور وہ بھی مسلسل نہیں، ہر سورۃ کی چند آیات پر گفتگو ہے اور وہ بھی بے ترتیب اور نہایت مختصر۔ اکثر مقامات پر کسی لفظ کی ایک دو لفظوں میں تشریح ہی ہے۔ پھر بعض جگہ تفسیر بھی ایسی ہے کہ اُس سے طمانینتِ قلب کے بجائے تشویش پیدا ہوتی ہے، مثلاً صفحہ ۵ پر ظن کے متعلق یہ کہنا کہ ظن قرآن میں ہر جگہ علم کے معنی میں ہے، کیوں کہ سورۂ والنجم میں جو ارشاد ہے، "ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئاً" اُس سے اس کی تردید ہوتی ہے، اسی طرح سورۂ یوسف میں "وھمت بہ وھم بھا" کی تفسیر میں جو کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے اُس سے خلجان ہی پیدا ہوتا ہے، یہی حال ص ۱۵۹ پر عجل اور ص ۱۶۵ پر ارض کی تفسیر کا ہے۔ علاوہ ازیں ص ۱۵۷ پر اھل الذکر سے مراد کو اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے ساتھ مخصوص کر دینا اور ص ۱۵۲ پر وان یحشر الناس ضحیٰ" کی تفسیر میں یہ فرمانا کہ اس سے مراد یوم قیامت نہیں بلکہ یومِ فرعون و موسیٰؑ ہے۔ سمجھ میں نہ آنیوالی بات ہے، تاہم اس اعتبار سے اس کی بڑی اہمیت ہے کہ عہدِ تبعِ تابعین کے ایک جلیل القدر محدث و فقیہ کے تفسیری افادات و فرمودات کا یہ مجموعہ ہے اور اسبابِ نزول کے بیان کی کثرت کے علاوہ بعض رموز و اشارات بڑے کام کے آگئے ہیں، بہرحال نفسِ تفسیر تو جیسی کچھ ہے ہے ہی لیکن فاضل مرتب نے اسے جس اعلیٰ قابلیت اور محنت سے مرتب اور محقق کیا ہے وہ دیدنی ہے۔ تفسیر اصلاً غیر مرتب تھی اسے آیات کے نمبر کی ترتیب کے اعتبار سے مرتّب کیا ہے، اور اس طرح ہر اثر اور ہر آیت پر نمبر ڈالے ہیں، پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان تمام روایات کی (باستثنائے چند) تفسیر و حدیث اور فقہ و لغت وغیرہ کی کتابوں سے تخریج کی ہے۔ اس سلسلہ میں جہاں متعدد روایات میں کمی بیشی کے اختلافات ہیں اُن کی نشاندہی کی ہے۔ اور جہاں خود متن میں کوئی بات غلط ہے اُس پر تنبیہ کر دی ہے۔ مثلاً ص ۱۸۳ پر سورۂ النور کی آیت نمبر ۲۷ میں جو لفظ "تَسْتَاْنِسُوْا" ہے حضرت سفیان ثوریؒ نے اُس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ قول نقل کیا تھا کہ یہ کاتب کا وہم ہے۔ ورنہ اصل لفظ "تستاذنوا" ہے۔ فاضل مرتّب نے حاشیہ میں اس کی تردید کی اور مستند حوالوں سے یہ ثابت کیا کہ جب حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے امّت کا اجماع اسی قرأت پر رہا ہے تو بڑی حیرت کی بات ہے کہ حضرت ابن عباس اُس کو وہمِ کاتب کیوں کر کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح ص ۲۳۱ پر

© rasailojaraid.com